بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

جلد نمبر 10 — مدیر:- نعیم احمد باجوہ — کتابت و ڈیزائننگ:- ولید ناصر، عاصم شہزاد، رشید الدین — ماہ، شہادت 1384 ہش، — بمطابق اپریل 2005 — شمارہ نمبر 4

جرمنی بھر کی نئی تعمیر شدہ مساجد میں شہریوں کو دعوت عام (قسط سوم)

بے لوث خدمت کرنے والے لوگ قابل تعریف ہیں، رکن قومی اسمبلی

مورخہ 19 دسمبر 2004ء کو مسجد ''بیت العزیز'' ریڈشٹڈ ریجن ہیسن ویسٹ میں علاقہ کے مختلف سیاسی جماعتوں کے اراکین پارلیمنٹ، مقامی سیاسی و سماجی اور مذہبی جماعتوں کے سربراہان اور دیگر معززین کے اعزاز میں ایک دعوت ظہرانہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس دعوت کا مقصد اور مدعا اسلامی نقطہ نگاہ سے انسانوں کا آپس میں بھائی چارہ و جماعت احمدیہ کی امن پسندی کو فروغ دینا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری کوششوں میں برکت دی اور جرمن قومی اسمبلی Bundestag میں SPD کے علاقائی نمائندہ Kreis Groß-Gerau کے رکن، ریڈشٹڈ کے برگر ماسٹر اور معتبر دیگر شخصیات تشریف لائیں۔ اسی طرح مقامی گرجے کے نمائندہ، سیاسی پارٹیوں کے عہدیدار اور معزز شہریوں نے ہماری دعوت کو قبول کرتے ہوئے تشریف لا کر ہمیں سنا اور اپنے خیالات سے آگاہ کیا۔ جناب گیرولڈ صاحب HerrGeroldreichenbach رکن قومی اسمبلی نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کی امن کوشش کو سراہا اور خدمت کے مختلف میدانوں کا ذکر کرتے ہوئے خاموشی اور تندہی سے بے لوث خدمت کرنے والے لوگوں کی تعریف اور تحسین کے ساتھ ساتھ حکومت کی مدد کی پیش کش بھی کی۔ Herr Thomasweil جو صوبائی اپوزیشن لیڈر ہیں، نے احمدیوں کو امن پسند شہری کہہ کر مخاطب کیا اور اس وقت دنیا میں افراتفری اور جنگ و جدل سے کنارہ کش رہ کر محض انسانیت کی خدمت کرنے والی احمدیہ جماعت کی تعریف کی۔ مقامی برگر ماسٹر Herr krummer نے خاکسار سے ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے اُسے خوشگوار قرار دیا نیز ملاقات کے دوران تحفے میں دی جانے والی ہدائت اللہ ہبش صاحب کی کتاب ''جنونی جنگجو'' کا حوالہ پڑھ کر سنایا جس میں جماعت احمدیہ کے اسلامی جہاد سے مراد اور اس جہاد کو اپنی ذات میں شروع کرنے کا ذکر کر کے اس تعلیم سے متاثر ہونے کا ذکر کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہمسائیوں سے صلح اور بھائی چارگی کی نصائح کا ذکر کیا۔ امن کے نشان یعنی ''مسجد'' کی ریڈشٹڈ میں تعمیر اور دیگر مراحل میں مدد پر اپنے پُرزور مؤقف کا اظہار کیا۔

آخر میں مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے جماعت کی طرف سے سب معززین کی آمد پر ان کا شکریہ ادا کیا اور اس بات کا اعادہ فرمایا کہ ہم احمدی نہ صرف امن پسند شہری ہیں بلکہ ہم اچھے ہمسائے بھی ہیں کہ ہمارے ہادی اور مولا نے ہمیں ہمسائیگی کے حقوق کی ادائیگی کی اس قدر تاکید فرمائی ہے کہ خیال گزرا کہ کہیں ہمسائیوں کو ایک دوسرے کی جائیداد اور مال کا حق دار نہ ٹھہرائیں۔ آخر میں لذیذ کھانوں سے شہریوں کی تواضع کی گئی۔ کھانے کے بعد مسجد کی ایک پھلواڑی میں برگر ماسٹر صاحب نے چیری کا پودا لگایا اور MTA کو انٹرویو دیا۔ اس تقریب میں 104 معززین شامل ہوئے اور اچھی یادوں کو لئے دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے تشریف لے گئے۔

قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت سے نوازے اور اس تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے دن رات کوشش کرنے والوں کو بہتر اجر سے نوازے، آمین (ناصر احمد مسعود، ریجنل امیر ریجن ہیسن ویسٹ)

کارلسروئے میں وصیت سمینار کا انعقاد

مورخہ ۲ جنوری 2005ء کو بادن ریجن کی جماعت کارلسروئے میں ایک وصیت سمینار کا انعقاد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد سیکرٹری وصیت مکرم اکرام اللہ چیمہ صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا کہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1905ء میں نظام وصیت کی بنیاد رکھی اور آج 2005ء کو ایک سو سال پورے ہو گئے ہیں۔ نظام وصیت کا نظام خلافت سے بہت گہرا تعلق ہے۔ خلافت کا وعدہ خدا کے نیک و متقی لوگوں کے ساتھ ہے۔ آپ لوگوں کو جلد از جلد نظام وصیت میں شامل ہو جانا چاہیے۔ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔'' جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس زمین میں متقی کو دفن کرے گا تو جو شخص وصیت کرتا ہے اُسے متقی بنا بھی دیتا ہے'' (اخبار الفضل یکم ستمبر 1932ء)۔ مکرم چیمہ صاحب نے ''رسالہ الوصیت'' سے نظام وصیت اور نظام خلافت پر روشنی ڈالی نیز خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے اقوال سے نظام وصیت کی اہمیت کو اُجاگر کیا۔ آپ نے خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر سے ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں حضور پُرنور نے احباب کو جلد از جلد نظام وصیت میں شامل ہونے کی تلقین فرمائی ہے۔ آخر پر محترم چیمہ صاحب نے طلباء کو آسان الفاظ میں نظام وصیت میں شامل ہونے کے طریق بتائے جس کے بعد سوالات کرنے کی دعوت دی اور ان کے تسلی بخش جوابات دیئے۔ سترہ احباب و خواتین اُسی وقت نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ دُعا کے ساتھ اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: جنرل سیکرٹری جماعت کارلسروئے)

ارشادات عالیہ ''سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام''

قرآن کو بہت پڑھو۔ نمازوں کو ادا کرو۔ عورتوں کو سمجھاؤ۔ بچوں کو نصیحت کرو۔

ملفوظات جلد سوم صفحہ۔140

جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقدہ بمقام مسجد بیت العزیز ریڈشٹڈ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ریجن ہیسن ویسٹ کو یومِ مصلح موعودؓ 20 فروری بروز اتوار کو اپنی نئی مسجد بیت العزیز ریڈشٹڈ میں منانے کی توفیق عطا ہوئی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ازراہ شفقت اِس دن کو منانے کی ہدایت موصول ہوئی جس کا اعلان خاکسار نے جمعہ کے موقع پر کیا،

پروگرام نمازِ ظہر اور عصر کے بعد زیرِ صدارت مکرم ملک سکندر حیات صاحب نیشنل سیکرٹری تربیت تلاوت قرآن کریم بمع اردو اور جرمن ترجمہ سے شروع ہُوا۔ اُس کے بعد نظم پیش کی گئی۔ نظم کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہُوا۔ مکرم مظفر محمود صاحب نے پیش گوئی حضرت مصلح موعودؓ کا پس منظر بڑے آسان اور موثر انداز میں پیش کیا۔ نوجوانوں میں سے عزیزم عمران عزیز صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کا بچپن اور عزیزم نوید احمد نے حضرت مصلح موعودؓ کی نرم دلی جرمن زبان میں اور عزیزم نعمان احمد نے بڑے پراثر اور دلکش انداز میں حضرت مصلح موعودؓ کی باتیں بیان کیں۔ مکرم محمود مظفر صاحب نے پیش گوئی حضرت مصلح موعودؓ پڑھ کر سنائی اور مشکل الفاظ کے معنی بیان کئے۔ صدر مجلس مکرم ملک سکندر حیات صاحب نیشنل سیکرٹری تربیت نے بھی حاضرین کو اپنے پُراثر خطاب سے نوازا۔ ریجنل صدر صاحبہ لجنہ نے اس کے بعد ایک کوئز پروگرام کی صدارت کی آخر میں صدرِ مجلس نے دعا کروائی۔ احباب و خواتین کو چائے پیش کی گئی۔ پروگرام کی کل حاضری 500 کے قریب شمار کی گئی۔ کارکنان کے لیے دُعا کی درخواست ہے۔ (ناصر احمد مسعود، ریجنل امیر ہیسن ویسٹ)

دُعائیہ تقریب توسیع مسجد بیت السبوح

مورخہ ۶ فروری 2005ء کو بعد نماز ظہر مکرم حیدر علی صاحب ظفر مربی انچارج جرمنی کی صدارت میں ایک دُعائیہ تقریب برائے توسیع مسجد بیت السبوح منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد مکرم اسماعیل نوری صاحب نیشنل سیکرٹری جائیداد نے اس ''توسیع منصوبہ'' کی تفصیل بیان کی۔ بعد ازاں منصوبہ کے انچارج مکرم مسعود احمد جاوید صاحب نے نقشہ کی مدد سے اس کی تعمیر و توسیع کے متعلق بتایا۔ اس ہال کو جہاں اس وقت نماز پڑھی جاتی ہے محراب کے اضافے سے وسعت دے کر باقاعدہ مسجد کی شکل دے دی جائے گی۔

خاکسار لوکل امیر فرنکفرٹ نے احباب کو اس تعمیر میں وقار عمل کے ذریعہ حصّہ لینے کی تحریک کی نیز وقف عارضی کے تحت اس نیک کام میں حصہ لینے والوں کا تعارف کروایا اور دُعا کی تحریک کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے نوازے اور اجر عظیم عطا فرمائے، آمین۔ آخر میں مکرم مربی انچارج صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ مساجد عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ خوشی اُس وقت ہوتی ہے جب یہ نمازیوں سے بھری ہوئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بھی ہم اسی طرح حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ نے سو مساجد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک بھی کی۔ اس کے بعد اجتمائی دُعا ہوئی۔ بعد ازاں حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عبادت پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(رپورٹ: فلاح الدین خان، لوکل امیر فرنکفرٹ)

اجتماعات واقفین نو

لوکل امارت ہمبرگ سٹی

لوکل امارات ہمبرگ سٹی کو ماہ جنوری میں دو کامیاب اجتماعات کرنے کی توفیق ملی۔ پہلا اجتماع 29 جنوری 2005 اور دوسرا اجتماع 30 جنوری 2005 کو منعقد ہوا۔ پہلے دن واقفاتِ نو اور دوسرے دن واقفین نو کے لیے۔ صبح آٹھ بجکر پنتالیس منٹ پر افتتاحی پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ اردو اور جرمن ترجمہ کے بعد حدیث نبوی ﷺ پیش کی گئی نظم کلام محمود میں سے پڑھی گئی خاکسار اور مکرم ملک شریف صاحب نے بچوں سے تلاوت کیے گئے حصہ قرآن حدیث اور نظم میں سے مشکل الفاظ کے معنی اور وضاحت پوچھی بعد ازاں خاکسار نے سارے دن کا پروگرام پیش کیا اور درخواست کی کہ اجتماع میں اچھی طرح تیاری کے ساتھ شامل ہونا چاہیے آپس میں ایک دوسرے کو اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنے میں پہل کریں اور

(بقیہ صفحہ ۴ پر)

اعصابی تناؤ اور دباؤ، آسودہ زندگی

(شیخ عبدالمجید جرمنی)

ہر باشعور انسان خواہ عمر کے کسی حصہ میں ہو پُرسکون زندگی چاہتا ہے لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس مادی نفسانفسی کے دور میں ہماری ذہنی آسودگی اور پُرسکون حالات میں حائل بلا شبہ وہ اعصابی تناؤ کی کیفیت ہے جس کے محرک ہم خود ہیں۔ مگر بعض کیفیت سے گزرنے میں ہم مجبور بھی ہیں۔ اس کا باعث محرومی ہے مثلاً طلباء کے امتحانات، نوجوانوں اور عام آدمی کی بے روزگاری جیسے مسائل نے پاکستان میں نوجوانوں اور عام آدمی کو محرومیوں کا شکار بنایا ہوا ہے اور پاکستان کے عام شہری کی زندگی اس کے لئے وبال جان بن چکی ہے۔ لیکن اعصابی تناؤ کی بیان کردہ ان وجوہات کے علاوہ دیگر وجوہات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے انتہائی مصروفیات یا بڑی عمر کے لوگوں کا فارغ بیٹھے رہنا بھی انہیں اعصابی مریض بنا دیتا ہے۔ اعصابی تناؤ کیا ہے؟ یہ ایسا دباؤ ہے جو انسانی توجہ اور خیالات کو تبدیل کر دیتا ہے۔ درحقیقت اعصابی تناؤ ایک ایسا ردِعمل ہے جو ہماری جسمانی، جذباتی، اور روحانی طاقتوں کو متاثر کرتا ہے۔ اگر زندگی میں تمام غیر ضروری تناؤ کو خارج کر دیا جائے تو نہ صرف زندگی پُرلطف ہوگی بلکہ جسم اور ذہن بھی تندرست رہیں گے۔ اس کے لئے مثبت سوچ کی ضرورت ہے۔ مثبت سوچ کا حامل انسان دوسروں کی کمزوریوں اور برائیوں کی تلاش میں نہیں رہتا۔ کیونکہ وہ اس سیدھی سی بات کو جانتا ہے کہ جن لوگوں سے آپ کا تعلق ہے اُن کی برائیوں اچھائیوں سمیت آپ کو قبول کرنا ہوگا۔ ہاں اگر آپ کسی کے سچے خیر خواہ ہیں تو بغیر ان سے کسی شکایت اور تنقید کے خود محبت اور پیار سے انکی اصلاح احوال کی کوشش کر سکتے ہیں۔ لیکن بات اچھائیوں اور بُرائیوں کی نہیں بات آپ کی سوچ اور رویوں کی ہے۔ اگر آپ کی سوچ درست ہوگی تو آپ ہر وقت دوسروں میں برائیاں ہی تلاش نہیں کریں گے بلکہ ہر وقت آپ کی دوسروں کی خوبیوں پر نظر ہوگی۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے یعنی مثبت رویہ اختیار نہیں کریں گے تو آپ ہمیشہ شکوہ سرا رہیں گے اور لوگ آپ سے ناخوش رہیں گے اور کیونکہ ایسے قنوطی لوگ کسی بھی معاشرے میں پسند نہیں کئے جاتے۔ لیکن ہمارے مشرقی معاشرہ میں ایک دوسرے سے شکایتوں کے دفتر کھلے رہتے ہیں۔ ایسی صورت حال ایک بیمار معاشرہ کی عکاسی تو کرتی ہے لیکن ایسے رویے صحت مند معاشرہ کی عکاسی ہرگز نہیں کر سکتے۔ مثبت سوچ کا تقاضہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کی کمزوریاں اور بُرائیاں تلاش کرنے کی بجائے دوسروں کی خوبیوں پر نظر رکھیں۔ اور اگر یہ احساس آپ کو ہر وقت پریشان کرتا ہے کہ جن لوگوں کی آپ پرواہ کرتے ہیں ان کی طرف سے مثبت یا مناسب رویہ دکھائی نہیں دیتا تو ایسے افراد کو نظر انداز کر دینا بہتر ہے۔ اور ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کریں جو آپ کو خوشی اور سکون اور اچھا ماحول دینے میں معاون ہوں۔

پس ذہنی تناؤ اور دباؤ سے نجات ایک متوازن، سادہ اور با اخلاق زندگی میں ہے۔ اس لئے انسانی رویوں کی درستی، یعنی اچھی عادتیں، خوش اخلاقی، رفاقت، تعاون، باہمی محبت، مشاورت، دیانت داری اور قناعت ہمیں ایسے مسائل سے بچاتی ہے جو ہمارے ذہنی سکون کو برباد کرتے ہیں۔ پُرسکون زندگی کے لئے ضروری ہے کہ انسان بیجا مسابقت، رقابت، حسد، لالچ، تلخی اور لڑائی جھگڑوں سے اپنے آپ کو پاک رکھے۔ کیونکہ ایسی بداخلاقیاں انسان کا سکون بھی برباد کرتی ہیں اور اسکی روحانی ترقی کی راہ میں یہ برائیاں زبردست رکاوٹ ہیں۔ جسم کو مناسب آرام دینا ذہنی سکون کے لئے بہت ضروری ہے۔ آنکھیں بند کر کے لیٹ جائیں، ذہن کے پردے پر خوشگوار واقعات لائیں۔ کسی ذاتی پیچیدہ یا اجتماعی مسئلے کو ذہن میں نہ آنے دیں اور یکسوئی سے صفات باری تعالیٰ ذہن میں لا کر اس کا ورد کرتے رہیں یہاں تک کہ سرور ملنے لگے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ ذہنی اعصابی تناؤ اور دباؤ نہ صرف ہماری جسمانی، جذباتی، طاقتوں کو متاثر کرتا ہے بلکہ ہماری روحانی طاقتیں بھی اس سے متاثر ہوتی ہیں۔ روحانی طاقتیں جب متاثر ہوتی ہیں تو بھی سکون قلب جاتا رہتا ہے۔ اطمینان قلب کے لئے ذکر الٰہی ضروری ہے اسکے لئے ذکر الٰہی کا نسخہ استعمال کریں یعنی نماز پنجوقتہ کو سنوار کر خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کریں۔ اس سے قلب و ذہن پر مثبت اثرات پڑیں گے اور اعصابی تناؤ سے نجات ملے گی۔ جس سے زندگی پُرمسرت و پُرسکون ہوگی۔ انسان ازل سے ہی سکون قلب کا متلاشی ہے۔ کبھی وہ اسے دولت اور طاقت میں تلاش کرتا آیا ہے کہ شائد دولت کے ذریعہ سکون قلب خرید سکے گا یا پُر طاقت کے ذریعہ اپنا سکون حاصل کر لے گا کہیں وہ اس گوہر مقصود کی خاطر یعنی بعض سکون قلب کے متلاشی بیابانوں اور صحراؤں میں سرگرداں ہیں۔ کیونکہ دنیا کی انتہائی دشوار گزار پہاڑوں میں سکون قلب تلاش کرنے کی خانقاہیں بنی ہوئیں ہیں اور ایسی خانقاہوں میں بدھ مت کے لوگ اور عیسائی راہب نروان اور وجدان کی تلاش میں زندگی گزار دیتے ہیں اور اس طرح زمانہ قدیم سے یوگا کے بعض آسنوں کے ذریعہ لوگ سکون قلب پانے کی کوشش کرتے آ رہے ہیں۔ اور جو لوگ ان مشقتوں پر عمل کرتے ہیں وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہیں اس عمل سے سکون ملتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ یہ دعویٰ صحیح ہو اور جسمانی طور پر ان مشقتوں کے ذریعہ جسم اور دماغ دونوں وقتی تسکین پاتے ہوں۔ جس طرح صحت کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ انسان ورزش کرے تا کہ یہ بدنی یعنی جسمانی نظام درست طور پر کام کرتا رہے تو بعض ورزشیں ضرور ایسی ہوتی ہوں گی جو جسم اور دماغ دونوں کیلئے مفید ہوں اور ان سے اعصاب کو سکون ملتا ہو۔ زمانہ قدیم سے جسمانی تکلیف پریشانیوں اور غم غلط کرنے کے لئے لوگ جڑی بوٹیوں اور ادویات کا بھی استعمال کرتے آ رہے ہیں جس سے دماغ کے وہ حصے جو تکلیف محسوس کرتے ہیں وقتی طور پر ماؤف ہو جاتے ہیں مثلاً افیون کا استعمال اس مقصد کے لئے ہوتا چلا آ رہا ہے اور موجودہ زمانہ میں اسی سے ہیروئن بنائی گئی ہے جس کے استعمال نے دنیا میں تباہی مچا رکھی ہے اور لاکھوں انسان اس جہنم کی نظر ہو جاتے ہیں۔ شراب بھی اس زمرے میں آتی ہے جہاں یہ تعیش کے لئے استعمال ہوتی ہے وہاں لوگ اسے غم غلط کرنے کے لئے بھی استعمال میں لاتے ہیں۔ دولت انسان کی زندگی آرام دہ تو بنا سکتی ہے مگر پُرسکون نہیں۔ سکون قلب تو دور کی بات ہے کیونکہ نفس کے اسیروں نے اپنی خواہشات کے جو بُت بنائے ہوئے ہیں یعنی خدا کی پرستش کو نظر انداز کیا ہوا ہے۔ اور ایسے لوگ ان بتوں سے سکون کے متلاشی ہیں لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ بڑے زور و شور سے دعویٰ کرتا ہے کہ اطمینان قلب صرف اس کے ذکر سے ملتا ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کا ذکر کیا ہے؟ اس کے حقیقی معنی کیا ہیں؟ کیونکہ محض رسمی طور پر عبادت بجا لانے والے یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ انہیں اطمینان قلب حاصل ہے۔ حالانکہ ہم عبادات بھی بجا لاتے ہیں اور اللہ کی طرف سے مقرر کردہ احکامات پر بھی اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ محض اللہ اللہ کرنے یا اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا طوطے کی طرح ذکر یا تسبیح کے دانے پھیرنے سے بھی یہ مقصد حاصل ہوتا نظر نہیں آتا۔ اس کا فلسفہ اور ماہیت ہمیں انبیاء کی زندگیوں کے مطالعہ سے ہی پتہ چلتا ہے۔ ان پر مصائب اور مشکلات کے پہاڑ ٹوٹتے پڑتے ہیں مگر اس کے باوجود ان پر ایک سکون اور اطمینان کا بادل سایہ کئے ہوئے رہتا ہے۔ اس کی وجہ ہے کہ انہیں حقیقی ذکر کرنا آتا ہے (ماخوذ از ''نکتہ نظر'' صفحہ ۱۶۵ تا ۱۶۶ مصنف مرزا مجید احمد صاحب) کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی حقیقی پرستش یعنی اسکی عبودیت کا حق ادا کرتے ہیں اور خدا کی حقیقی عبادت خدا کی محبت کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی لئے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یعنی خدا تعالیٰ کو ایسا یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس بھی زیادہ سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۰۱) یعنی ہر چیز جو آپ والدین اپنے بیوی بچوں اور اپنے نفس سے محبت کرتے ہو اللہ کی محبت اور رضا کو مقدم رکھو۔ کیونکہ قرآن مجید میں حقیقی اطمینان قلب کو اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد سے وابستہ کر دیا ہے۔'' (سورۃ رعد آیت ۲۹) قرآن مجید کے آغاز میں متقی کو ہدایت یعنی فلاح کامیابی کے راستہ کو اختیار کرنے والا بتایا ہے۔ فلاح کا راستہ اللہ کے نبیوں اور متقیوں کا آزمودہ راستہ ہے۔ لیکن جنہوں نے فلاح کے راستہ کو ترک کیا ہوا ہے ناکامی ان کا مقدر ہے۔ اس راستہ کو ترک کرنے والے اہل مشرق ہوں یا اہل مغرب ایسے لوگ باوجود بے انتہا مادی ترقیات حاصل کر لینے کے پھر بھی زبردست ذہنی دباؤ کا شکار ہیں۔ ایسے لوگ اپنی دولت اور مادی وسائل کے ذریعہ ذہنی دباؤ کی اذیت سے نکلنا بھی چاہیں تو نکل نہیں سکتے۔ لیکن ان کے بالمقابل متقی آسمانی ہدایت کی روشنی اور راہنمائی میں چلتے ہیں اور اللہ کی راہ کے یہ مسافر ذہنی دباؤ کی گھڑی سر سے اُتار کر ملکوتی مسکراہٹ کے ساتھ زندگی کی صعوبتوں اور مسائل کا سامنا کرتے ہیں۔ پس حقیقی چین و قرار نہ دنیوی رشتوں میں اور نہ ہی دنیا کی دولت اور عزت میں ہے بلکہ اُس کی سکینت قلب میں ہے جو خالق سے محبت اور اس کی عبادت کے نتیجہ میں انسان کو ملتا ہے۔ بقول شاعر

ہر سرائے راہ چراغے ہست صائب در جہاں
سینہ و دل روشن از نور عبادت می شود

ایسی دنیا میں جس طرح گھر کے اندر روشنی کے لئے چراغ کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی عبادت سے روشن ہوتا رہتا ہے۔ الغرض اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ دل کا حقیقی سرور اور اطمینان اپنے پیدا کرنے والے کی یاد ہی میں مضمر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت خلیفتہ المسیح الثانیؓ کا ایک پُر حکمت جواب

حضرت خلیفتہ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں ایک غیر مبائع صاحب کا خط پہنچا کہ اختلاف عقائد کے باوجود حضور کی مستجاب دعاؤں سے استفادہ کے لیئے بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت اقدس نے جواب لکھوایا۔ ''اگر آپ صرف دعا سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو میں دعائیں تو ہر مذہب اور ملت کے آدمیوں کے لیئے کرتا ہوں اس کے لیئے احمدی ہونا اور احمدیوں میں مبائع ہونا شرط نہیں۔ ہندو اور عیسائی بھی مجھے دعا کے لیئے کہتے ہیں اور میں اُن کے لیئے دعا کرتا ہوں۔ پس اگر یہی غرض آپ کی بیعت کرنے کی ہے۔ تو یہ غرض مبارک ہے آپ اپنی اصلی حالت میں رہیں اور مجھے کبھی کبھی علم کے لیئے یاد دلاتے رہیں۔ اور اگر بیعت کی غرض اتحاد جماعت کا قائم رکھنا ہے تو پھر اس شرط پر میں آپ کی بیعت منظور کر سکتا ہوں کہ انتظام جماعت کے متعلق آپ کو میرے تمام احکام ماننے پڑیں گے۔ مسائل اختلافیہ میں نہ میں آپ کے عقائد کا ذمہ دار اور نہ آپ میرے عقائد کے ذمہ دار۔ نہ آج تک کوئی خلیفہ عقائد میں جماعت کا ذمہ دار ہوا ہے لیکن عقائد کے متعلق اتنی احتیاط ضرور کرنی ہوگی کہ جب میں کسی مسئلہ پر بحث کو جماعت کے اختلاف کا باعث قرار دے دوں تو اس پر بحث کرنے سے کنارہ کشی کرنی ہوگی اگر ان شرائط پر آپ بیعت کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی بیعت منظور ہے۔'' (تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ 191)

برازیل سے ایک مکتوب

خاکسار کو امسال پہلی بار جرمنی کے جلسہ سالانہ 2004 میں شرکت کی سعادت ملی۔ الحمد للہ۔ پاکستان کے بعد کسی بھی اتنے بڑے جلسہ میں شرکت کا یہ پہلا موقع تھا۔ اس لئے اس کا لطف اور مزہ محسوس تو کیا جاسکتا ہے مگر الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ پہلے دور بیٹھے سنتے تو تھے کہ جرمنی کی جماعت بہت منظم اور فعال ہے۔ سو جیسا سنا تھا اس سے بھی بڑھ کر پایا۔ ہر لحاظ سے انتظامات نہایت اعلیٰ شکل میں تھے کیا مرد کیا عورتیں بوڑھے اور بچے سب ایک جان ہو کر خدمت کے جذبہ سے سرشار ہر قسم کے کام پر مصروف نظر آئے۔ دل بار بار خدا تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا رہا کہ یورپ میں جہاں منٹ منٹ کی قدر و قیمت ہے، کوئی کام بغیر معاوضہ کے قصہ پارینہ دکھائی دیتا ہے، وہاں

آنے جانے کے رستے بھی الگ تھے اور گزرگاہ بھی الگ۔ ظاہر ہے اس عمدہ انتظام کی وجہ سے جہاں مردوں اور عورتوں کے لئے آسانیاں تھیں وہاں اس دور میں اسلامی تعلیم کے عملی نمونہ کی منہ بولتی تصویر بھی تھی اور ان اعتراضات کا جواب بھی کہ اس زمانہ میں خاص طور پر یورپ میں اسلامی پردہ کی تعلیم رائج نہیں کی جاسکتی یا عورت پردہ میں رہ کر قید ہو جاتی ہے اور کچھ نہیں کر سکتی۔ ایک قابلِ قدر جذبہ بچوں کی خدمت کرنے کا بھی نظر آتا تھا۔ بار بار آکر اصرار سے پوچھتے تھے کچھ لینا ہے اور

اے آنیوالی اور اسلام کی باگ ڈور سمبھالنے والی نسلو! یقیناً تم نے واقعۃً اپنا مقصد پالیا تمہیں مبارک ہو کہ تم نے ... یہ میدان جیت لیا۔

جب کوئی کہتا "ہاں" تو خوشی سے کھل اٹھتے جیسے کوئی مقصد پالیا ہو۔ اور ہاں اے آنیوالی اور اسلام کی باگ ڈور سمبھالنے والی نسلو! یقیناً تم نے واقعۃً اپنا مقصد پالیا۔ تمہیں مبارک ہو کہ تم نے ایمان اور اخلاص کا یہ میدان جیت لیا۔ پس اپنے اس اعلیٰ جذبہ کو قائم رکھو اور ہمیشہ ان عظیم روایات کو زندہ رکھتے چلے جاؤ۔

نہیں بلکہ دلوں کی ایمانی کیفیتوں کو بھی گرما دیتا۔ اب کیا یورپ جیسی مادہ پرست قوم میں ایسے نظارے مل سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں۔

یا صدقِ محمد عربی ہے یا احمد ہندی کی ہے وفا
باقی تو پرانے قصے ہیں زندہ ہیں یہی فسانے دو

اتنے آدمیوں کے لئے رہائش اور ٹرانسپورٹ کا انتظام اپنی جگہ ایک نشان ہے۔ ایک ایک بندہ کا خیال رکھنا اور پھر یہ کہ اگر کسی جگہ کی تنگی وغیرہ کی مجبوری سے کسی کو بیڈ میسر نہ ہوتا تو منتظمین انتہائی شرمندگی محسوس کرتے اور اس اصرار کیساتھ مہمان بھی شرمندگی محسوس کرتا کہ جو بھی جگہ میسر ہو وہ بھی غنیمت ہے۔ جب خاکسار نے اپنی رہائش گاہ میں جانا تھا تو ایک ناصر (انصار اللہ کے ایک رکن) نے میرا سامان اٹھایا اور لیجانے لگے۔ مجھے خاص طور پر انکی عمر کے تقاضہ کے پیش نظر سخت خجالت محسوس ہوئی اور میں نے عرض کی کہ نہیں میں سامان اٹھالوں گا آپ رہنے دیں مگر ..... کہاں جی۔ کہنے لگے یہ کیسے ہوسکتا ہے پہلے ہم الفضل میں آپ لوگوں کے متعلق پڑھتے تھے یا ایم ٹی اے کے ذریعہ دیکھتے اور سنتے تھے آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں بالمشافہ دیکھنے، باتیں کرنے اور خدمت کرنے کا موقع دیا ہے اور

اور پھر لیکر آنا جو کم وبیش جرمنی جیسی سڑکوں پر ایک طرف کا کوئی ایک گھنٹہ کا سفر ہے۔ انکے منتظم ایک ایک مہمان کا خیال رکھتے اور اگر فوری انتظام کی ضرورت پڑتی تو کم سے کم وقت میں کر دیتے۔ انکے ساتھ پہلی ملاقات تھی مگر کچھ لمحات کے ساتھ ہی ایسے گھر کر گئے جیسے مدت کی آشنائی ہو۔ پھر قریب سے دیکھنے اور باتیں کرنے کا بھی موقع ملا۔ جو بات بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ آرام کس وقت کرتے ہیں اور سوتے بھی ہیں یا نہیں اور اسی طرح کے بیشمار رضا کار تھے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزاء دے۔

ایک دن برازیل فون کرنا تھا۔ چونکہ پہلی دفعہ جرمنی جانے کا اتفاق تھا اور کسی بھی راستہ وغیرہ کا علم نہیں تھا۔ ایک دوست سے معلومات کے لئے پوچھا تو انہوں نے فوراً اپنا موبائل فون نکال کر دیا کہ یہاں سے کر لیں۔ جماعتی انتظام کے علاوہ بھی کسی دوست، عزیز یا رشتہ دار کو بھی کہیں جانے کا کہا تو بخوشی سعادت سمجھتے ہوئے لے گئے۔ اس قدر نئے پرانے رشتہ دار، دوست اور ملنے والے ملے جن کا شمار نا ممکن ہے۔ بہت سے ایسے بھی تھے کہ جماعتی ناطے سے یا ویسے ہی کھانے وغیرہ کی میز پر محض اتفاقاً بات شروع ہوئی اور جلد ہی رشتہ داری کے رشتوں سے بغلگیر ہو گئے۔ بہت سے بچپن کے زمانہ کے کلاس فیلوز ملے اور پرانی یادیں تازہ ہو گئیں۔ بحیثیت مربی سلسلہ بہت سی جگہوں پر خدمت سلسلہ کی توفیق ملی ہے۔ چنانچہ اس تعلق

اسلام کے شیدائی، حضرت اقدس محمد ﷺ کے عشاق، احمدیت کے دیوانے، حضرت اقدس مسیح آخر الزمان علیہ السلام کے غلام اور خلافت احمدیہ کے پروانے، اپنا تن، من، دھن جھونکنے کے لئے تیار نظر آتے رہے۔ یہ اگر خدائی جماعت نہیں تو اور کیا ہے؟ اے عقل سے عاری مخالفو اور اندھے لوگو اور نام نہاد مولویو! میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پاک الفاظ میں ہی کہتا ہوں

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

رات گئے آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک منتظم، وقت اور نیند کے احساس سے نا آشنا کسی کام میں مصروف ہیں۔

اس جلسہ کی سب سے خاص بات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بنفسِ نفیس شرکت تھی اور خاکسار کے لئے خلافتِ خامسہ میں حضور انور کی موجودگی کے لحاظ سے کسی بھی جلسہ میں شرکت کا بھی یہ پہلا موقع تھا۔ اس سے خوشی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جونہی حضور انور کے مبارک چہرہ پر نظر پڑتی تھی ایک عجیب سرور کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ یہ میری ہی کیفیت نہیں بلکہ ہر آنے والے کا یہی حال تھا۔ یہ کوئی جذباتی بات نہیں بلکہ مشاہدہ کا حال ہے۔ ایک مثال دینی چاہتا ہوں۔ حضور انور سے مصافحہ کا پروگرام تھا اور لمبی لمبی قطاریں لگی ہوئی تھیں کہ یکدم بارش شروع ہو گئی مگر عشاق خلافت تھے کہ اپنے نئے قیمتی اور دیدہ زیب کپڑوں اور سوٹوں اور جوتیوں کی پرواہ کئے بغیر اس ایک "لحہ" کے انتظار میں قطار میں ہمہ تن اپنی باری کے انتظار میں کھڑے رہے۔ جن میں نوجوان اور بچے ہی نہیں تھے بلکہ بڑی عمر کے لوگ بھی تھے بعض بوڑھے بھی تھے اور ایسے بھی تو تھے جو دنیاوی اعتبار سے اپنا ایک خاص مقام رکھتے ہیں مگر

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

انتظامات کے سلسلہ میں ایک یہ بات بہت اچھی لگی کہ عورتوں کے لئے جلسہ گاہ کا بالکل علیحدہ جگہ پر انتظام تھا۔

کھانا پکانے اور تقسیم کا انتظام بھی قابلِ قدر تھا اور ایک خاص بات جو اچھی لگی وہ یہ کہ بعض سرکردہ لوگوں اور خاص مہمانوں کے لئے نہ صرف کھانے کا الگ انتظام تھا بلکہ وقتی طور پر کھانے کے انتظار کے لئے یا ویسے ہی ستانے کے طور پر الگ خیمہ لگا کر انتظام کیا گیا تھا۔ یعنی آنحضرت ﷺ کی یہ تعلیم کہ اگر کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کے شایانِ شان استقبال کرو کا بھی عملی نمونہ دیکھنے میں آیا۔ یہ بھی جماعت احمدیہ کی ہی شان ہے جس میں وہ یکا وتنہاء ہے کہ یہ کھانا حاصل کرنے کے لئے بڑے ہی صبر وتحمل کا مظاہرہ دیکھنے میں آتا ہے اور اکثر مواقع پر دوسرے

دوسرے یہ میری ڈیوٹی ہے اور آپ مجھے یہ ڈیوٹی ادا کرنے دیں۔ میں نے جب ایک دو بار مزید اصرار کی جسارت کی تو برہم سے ہو گئے کہ گویا میں انکے کام میں رکاوٹ ڈال رہا ہوں۔ اللہ اللہ کیا جذبہ ایثار ہے اور فرض شناسی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ ایسی برہمی پر کیوں نہ پیار آئے اور دل کی گہرائیوں سے کیوں ان احمدیت کو دیوانوں کے لئے دعائیں نہ نکلیں۔ چنانچہ مجبوراً مجھے ہی موقع کی نزاکت کے پیش نظر ہتھیار ڈالنے پڑے اور خالی ہاتھ مگر انتہائی شرمندگی کا انبار اٹھائے انکے پیچھے پیچھے اپنی رہائش گاہ پر پہنچا۔ ایک موقع پر رات گئے آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک منتظم وقت اور نیند کے

میں بھی بہت سی ملاقاتیں ہوئیں۔ ایسے رشتہ دار جو اب جرمنی میں ہی مقیم ہو گئے ہیں اور بظاہر ان سے ملاقات خواب لگتی تھی تعبیر کی صورت حقیقت بن کر سامنے آئی۔ غرض یہ میل ملاقات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ بھی ایسا عجیب اور ایمان افروز تھا کہ بیان میں لانا محال ہے۔ یہ سب جلسہ ہی کی تو برکات ہی ہیں۔ ایم ٹی اے پر جلسہ دیکھنا اور سننا یا الفضل میں روئیداد پڑھنا بالکل اور بات ہے مگر بنفسِ نفیس شامل ہونے کی جو غیر معمولی برکات کا سلسلہ ہے وہ اپنی جگہ آپ ہے۔ ایک بار شامل ہونیکے بعد لازماً دل کرتا ہے کہ ہر بار جلسہ میں شامل ہونیکی سعادت ملے۔ ایک ایسا چسکا ایک ایسا لطف ہے کہ جسم کا ذرہ ذرہ خدا تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے۔ ناممکن ہے کہ ایسے ایمان افروز نظارے الٰہی جماعت سے باہر بھی دکھائے جاسکیں۔

تین دن کی کاروائی میں اسٹیج سے یا کسی اور جگہ سے کسی ایک کے خلاف بھی نفرت پھیلانے والی کوئی ایک آواز بھی نہیں اٹھی بلکہ آپس میں اور بنی نوع انسان کے درمیان امن اور محبت قائم کرنے کی تعلیم کا ہی درس جاری رہا

بھائیوں کو ترجیح دینے کے اسلامی نظارے دلوں کی ایمانی قوت کو جلا بخشتے ہیں۔ کئی لوگوں کی پلیٹ پر نظر پڑتی تو شوربہ اور ایک آدھ بوٹی نظر آتا تھا اور ایسے مزے مزے سے کھانا کھا رہے ہوتے کہ حیرت ہوتی تھی۔ جہاں تک میرے جیسے چائے کے شوقین افراد کا تعلق ہے تو بلے بھئی بلے کیا ہی کہنے۔ ہر وقت گرما گرم چائے کا انتظام جسم کو ہی

احساس سے نا آشنا کسی کام میں مصروف ہیں۔ پوچھا آپ ابھی تک ..... کہنے لگے کچھ مہمان آگئے تھے جن کا انتظام کرنا ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مہمانوں کے لئے مناسب انتظام نہ ہو اور ہم سو جائیں۔ ٹرانسپورٹ کا انتظام بھی حیرت انگیز تھا۔ مہمانوں کو ائیرپورٹ سے لیکر آنا واپس چھوڑنے جانا، پھر رہائش گاہوں سے جلسہ گاہ تک لیکر جانا

میڈیا آجکل اسلام کی کیسی بھیانک تصویر پیش کر رہا ہے کہ یہ مذہب دہشت گردی اور ظلم اور نفرت کی تعلیم دینے کا ہے۔ کیسا بڑا ظلم ہے اور درست ہے کہ اس میں خود مسلمانوں کا بھی قصور ہے جو اسلامی تعلیم بھول چکے ہیں۔ اب اگر کسی نے اسلامی نمونے دیکھنے ہوں تو صرف اور صرف جماعت احمدیہ میں ہی نظر آئیں گے اور یہ کوئی جذباتی بات نہیں بلکہ واقعاتی شہادتیں ہیں اب یہی جلسہ جسکا مشاہداتی ذکر کر رہا ہوں۔ تین دن کی

بقیہ صفحہ ۴ پر

Vol. 10 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 4
National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Fax:069-50688666, Email: akhbar3@yahoo.com

بقیہ برازیل سے ایک مکتوب

کاروائی میں اسٹیج سے یا کسی اور جگہ سے کسی ایک کے خلاف بھی نفرت پھیلانے والی کوئی ایک آواز بھی نہیں اٹھی بلکہ آپس میں اور بنی نوع انسان کے درمیان امن اور محبت قائم کرنے کی تعلیم کا ہی درس جاری رہا۔ محض خدا کی خاطر اکٹھے ہونے والے توحید کے پروانے سچی توحید کا ہی نمونہ پیش کرتے رہے۔ اسکی عملی مثال یہ ہے کہ اتنے ہزاروں کے مجمع میں جہاں دنیا کے کونے کونے سے بیشمار قوموں کے افراد کشاں کشاں کھچے چلے آئے تھے کسی آنکھ نے ایک بھی ایسا نظارہ نہیں دیکھا جو عملی طور پر ظلم، لڑائی جھگڑا یا فساد کی عکاسی کرتا ہے۔ کیا یہ آج کے دور میں ایک ''عجوبہ'' سے کم نہیں؟ کیا آج دنیا میں کوئی ایسی مثال قائم کر سکتا ہے؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ہمیشہ سے الٰہی جماعتوں کا ہی طرۂ امتیاز رہا ہے اور یہ اسلام یعنی امن کا یہ تاج آج خدا نے مسیح آخرالزمان علیہ السلام کی اس پیاری جماعت کے سر پر رکھا ہے۔ جس نے بہر حال غالب آنا ہے۔ سچے اور پاکیزہ امن کے قیام کی کوششوں میں دنیا کی کوئی قوم حائل نہیں ہو سکتی۔ یہ وضاحت کرتا چلوں کہ یہ مشاہدہ ہر احمدی کا ہے اس لئے ان کے لئے اب دستور العمل ہے۔ میں مشاہدہ کی یہ بات اپنے غیر از جماعت بھائیوں کے لئے لکھ رہا ہوں جن میں سے بہت سے یقیناً ہمارے اخبارات و رسائل کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔

اب میں متفرق امور اختصار کیساتھ بیان کرتا ہوں۔ ایک بہت ہی دلکش منظر بھی دیکھنے میں بلکہ اس میں شامل ہونے کا بھی آیا۔ وہ یہ کہ افراد جماعت ایک ترتیب کیساتھ انتظامیہ کی ہدایت کے مطابق اس طرح کھڑے ہوئے کہ ہمارا ماٹو LOVE FOR ALL- HATERED FOR NONE بن جائے اور اسکی تصویر ایک ہیلی کوپٹر کے ذریعے نعروں کی گونج میں بلندی سے لی گئی۔ بہت اچھا منظر تھا۔

جلسہ سالانہ میں ہر قسم کے شعبہ جات قائم تھے الگ الگ انتظام تھا اور ہر شعبہ ہی اپنے اپنے دائرہ میں مصروف دکھائی دیتا تھا۔ ایک شعبہ ہیومینیٹی فرسٹ کا بھی قائم تھا جس میں دوست اپنی اپنی حیثیت کے مطابق رقوم بھی ڈال دیتے اور ایک اور شعبہ جسکا ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ موبائل دفتر تجاویز و شکایات کا تھا۔ ایک ویگن جس پر لکھا بھی ہوا تھا اور اعلان بھی کیا جاتا تھا۔ چنانچہ ویگن جلسہ گاہ کے اندر گھومتی رہتی تھی اور جس کو جو معلومات درکار ہوتیں مل جاتیں۔ یاد رہے کہ یہ وسیع جگہ جہاں جلسہ ہوتا ہے یہ جماعت کی جگہ نہیں ہے بلکہ کرایہ پر لی جاتی ہے اور احمدیت کے دیوانے دن رات ایک کر کے بارش ہو یا طوفان، رات کی تاریکی ہو یا دن کا اجالا دیکھتے دیکھتے پورا شہر آباد کر دیتے ہیں۔

تعریف کے قابل ہیں یا رب تیرے دیوانے
آباد ہوئے جن سے دنیا کے یہ ویرانے

حقیقت میں یہ سب ہماری دعاؤں اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ سبکو بہترین جزاء دے اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔ ایک چیز کی کمی درود دعا بن کر شدت سے محسوس ہوتی رہی وہ ہمارے پیارے اور محبوب آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی جدائی اور اپنے اندر بنفسِ نفیس موجود نہ ہونے کا احساس تھا۔ آپ کو جماعت جرمنی سے جو پیار تھا اس کا اندازہ پہلے دور بیٹھے کرتے رہتے تھے لیکن اب جا کر احساس ہوا کہ اسکا رنگ ہی کچھ اور تھا۔ بچہ بچہ اسکا ذکر کرتا اور ساتھ ہی آنکھیں اشکبار ہو کر ان گہرے اور دلی جذبات کی گواہ بن جاتیں۔ یورپ جیسے مادہ پرست اور چکاچوند ممالک میں جہاں والدین بھی حالات کے ہاتھوں مجبور اور بے بس دکھائی دیتے ہیں وہاں نوجوانوں کی تربیت اور جماعت سے وابستگی اور خدا تعالیٰ سے پیار، میرے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا عظیم کارنامہ ہی نہیں بلکہ بہت بڑا معجزہ ہے۔ اے جانے والے میرے پیارے آقا! میں نے اپنے اس سفر میں جرمنی کی جماعت کو بھی اس محبت میں سرشار دیکھا ہے۔ آپ دلوں میں بس رہے ہیں اور یقیناً آپکی روح بھی اس لازوال محبت اور عشق سے لطف اندوز ہوتی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ یہ جذبے ہمیشہ زندہ رکھے اور ہم اپنے قول سے ہی نہیں بلکہ فعل سے بھی اس عشق و وفا کی داستانوں کو زندہ رکھیں۔

(وسیم احمد ظفر، مبلغ انچارج جماعت احمدیہ برازیل)

بقیہ اجتماعات واقفین نو

گندی زبان استعمال کرنے سے مکمل پرہیز کریں دوسروں کو حقیر مت جانیں آپس میں ایک دوسروں کا ادب و احترام کریں پیار و محبت کا ماحول ہونا چاہیے اپنی چیزوں کی دیکھ بھال خود کرنی چاہیے۔ جلد سونے اور صبح فجر سے قبل اٹھنے کی پختہ عادت ہونی چاہیے۔ آنحضور ﷺ پر درود و سلام کہنے کی عادت اپنائیں نظام جماعت کے ساتھ ذاتی تعلق پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ خلیفہ وقت کو خط لکھیں اُن کے خطبات سُنیں۔ MTA پر آنے والی کلاسز دیکھیں اور سنیں جائیں، عاجزی و انکساری اختیار کرنے والی دُعا گو ہستیاں بن جائیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ مکرم ملک شریف صاحب نے آخر پر دعا کروائی اور اس طرح افتتاحی پروگرام مکمل ہوا یہ پروگرام کے مطابق ورزشی مقابلہ جات چھ گروپوں میں مختلف جگہوں پر شروع ہوئے۔ مندرجہ ذیل ورزشی مقابلہ جات ہوئے کلائی پکڑنا کلائی گرانا، والی بال فٹ بال اور میوزیکل چیئر یہ مقابلہ جات ڈیڑھ بجے تک مکمل ہوئے اس دوران کیریئر پلاننگ کمیٹی نے امور طلباء کے تحت تمام حاضر بچوں کا تعلیمی جائزہ لیا۔ کھانے اور نماز کے وقفہ کے بعد 74 واقفین نو کا مختلف چھ گروپوں میں نصاب کے مطابق انفرادی جائزہ تیار کیا گیا 17.15 بجے نماز مغرب و عشاء ادا کی گئی بعد ازاں اختتامی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم شعیب عمر نے کی نظم حنان باجوہ صاحب نے پڑھی۔ اس پروگرام کی صدارت مکرم محترم شمس الحق صاحب سیکرٹری وقف نو نے کی آپ نے اپنے خطاب میں بچوں اور والدین کو توجہ دلائی کہ جو نصاب واقفین نو شعبہ کی طرف سے تیار کیا گیا ہے کم از کم نصاب ہے جو بچوں کو ہر صورت یاد ہونا چاہیے اس کی کمی کلاسز کے ذریعہ پوری کی جائے کلاسز میں تنظیموں سے مدد لی جائے جرمن زبان میں بھی نصاب کا ترجمہ موجود ہے اس سے بھی استفادہ کیا جائے۔ چھٹیوں میں بیت الناصر میں تعلیمی و تربیتی کیمپ لگ رہا ہے اس میں بھی نصابی اور غیر نصابی امور پڑھائے جائیں گے۔ سوالات کا موقعہ دیا گیا جس پر بعض واقفین نو اور والدین نے جامعہ UK اور جرمنی کے حوالے سے بعض امور دریافت کیے مکرم سیکرٹری صاحب نے تسلی بخش جوابات دیئے۔ واقفین نو میں اسناد تقسیم کی گئیں، آخر پر مکرم محترم چوہدری ظہور احمد صاحب لوکل امیر ہمبرگ سٹی نے دعا کروائی اور اسکے ساتھ ہی یہ بابرکت اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ (سیکرٹری وقف نو ہمبرگ سٹی)

اجتماع ریجن زود ہیسن و لوکل عمارت ڈارمسٹڈ

مورخہ 12 فروری بروز ہفتہ بمقام ناصر باغ گروس گیراؤ میں واقفین نو کے اجتماع کا انعقاد ہوا۔ صبح 9 بجے رجسٹریشن سے آغاز ہوا 10 بجے افتتاحی پروگرام زیر صدارت محترم ریجنل امیر صاحب ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے جرمن اور اردو ترجمہ اور نظم کے بعد افتتاحی خطاب میں محترم مولانا مبارک احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا کہ بہترین اور کامل انسان پیارے نبی ﷺ تھے۔ ان سے بڑھ کر کوئی کامل انسان اور بہترین اخلاق والا انسان دنیا میں نہیں آیا ہمیں چاہیے کہ اُن کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی کوشش کریں خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی ان کے بتائے ہوئے راستہ پر چلائیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کریں اپنی اولادوں کو نماز کا پابند کریں۔ پھر مکرم مربی صاحب نے دُعا کروائی،

اس کے بعد علمی مقابلہ جات شروع ہوئے پھر وقفہ طعام ہوا 14:30 بجے نماز ظہر و عصر ادا کی گئی نماز کے بعد والدین واقفین کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی جس میں شعبہ کی بہتری کے سلسلہ میں والدین نے مشورہ جات بھی دیئے اور سوالات بھی کیے۔ سوالوں کے جوابات محترم نیشنل سیکرٹری وقف نو صاحب، محترم ریجنل امیر صاحب اور ریجنل سیکرٹری صاحب وقف نو نے دیئے اور مسائل کا حل پیش کیا یہ میٹنگ ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ 16:00 بجے اجتماع کے اختتامی پروگرام کا آغاز زیر صدارت محترم شمس الحق صاحب نیشنل سیکرٹری وقف نو جرمنی ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے جرمن اور اردو ترجمہ اور نظم کے بعد واقفات نو نے خطاب محترم محمود احمد صاحب لوکل، ریجنل امیر نے کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں تحریک وقف نو کی تاریخ کا تعارف کروایا اور تحریک کے اغراض و مقاصد بیان کیے اور اس تحریک کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو والدین اور بچوں تک پہنچایا اور بتایا کہ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کو اس قابل بنائیں اور ان کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق عمل کروائیں تا کہ ہمارے بچے اس معیار کے مطابق تیار ہوں جس کی خواہش حضورؒ نے کی تھی۔ اس کے بعد محترم نیشنل سیکرٹری صاحب وقف نو نے اپنے خطاب میں بچوں کی صحیح تربیت کی طرف توجہ دلائی اور والدین کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور ان کو اچھے رنگ میں ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ اپنے بچوں پر اس تحریک کا مقصد صحیح معنوں میں واضح کریں تا کہ بچے بڑے ہو کر اپنے آپ کو اس میں پیش کریں اس کے علاوہ اپنے گھروں میں بچوں کی تعلیم و تربیت کا جائزہ لیتے رہیں اور اُن کو نصاب کی تیاری کروائیں بچوں کو دُعائیں سکھائیں اپنے گھروں میں ماحول کو پاکیزہ اور دینی بنائیں۔ اس کے بعد جن بچوں نے نصاب میں اور علمی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کیں اُن کو انعامات تقسیم کیے۔ حاضری: وقف نو بچے 77 واقفات نو 58 انتظامیہ کے علاوہ والدین چھوٹے بچے اور زائرین کل حاضری 290 رہی الحمد للہ۔ یہ اجتماع ہر لحاظ سے بہت کامیاب رہا محترم شمس الحق صاحب نیشنل سیکرٹری وقف نو نے اختتامی دعا کروائی۔ (رپورٹ محمد اجمل اسسٹنٹ سیکرٹری وقف نو ریجن زود ہیسن ولوکل امارت ڈارمسٹڈ)

مچھر کی مثال

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ سورت البقرۃ آیت 27 میں فرماتا ہے ''اللہ ہر گز اس سے نہیں شرماتا کہ کوئی سی مثال پیش کرے جیسے مچھر کی بلکہ اُسکی بھی جو اُس کے اُوپر ہے'' (اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ) حضور رحمہ اللہ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں ''فما فوقھا سے مراد ہے کہ مچھر جو چیز اٹھائے ہوئے ہے، جو اُس کے اُوپر ہے اور وہ ملیریا کے جراثیم ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ لوگ ملیریا اور ملیریا سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے مرتے ہیں۔ ''اللہ نہیں شرماتا'' سے مراد یہ ہے کہ اس موقع پر شرمانے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بہت ہی اعلیٰ مثال ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جلسہ سالانہ 1920ء کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے یہ واقع سنایا ''ایک دفعہ مجھے بخار ہوا۔ ڈاکٹر نے دوائیں دیں مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ایک دن چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب آئے ان کے ساتھ ایک غیر احمدی بھی تھا ان کو میں نے اپنے پاس بلا لیا۔ ان کے آنے سے پہلے مجھے غنودگی آئی اور ایک مچھر میرے پاس آیا اور کہا آج تپ ٹوٹ جائے گا۔ جب ڈاکٹر صاحب اور چوہدری صاحب اور اُن کا غیر احمدی دوست اور بعض احباب آئے تو میں نے ان کو وہ کشف بتا دیا چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد جب ڈاکٹر صاحب نے تھرما میٹر لگا کر دیکھا تو اس وقت تپ نہیں تھا۔ دراصل وہ مچھر نہیں بولا تھا بلکہ اُس کی طرف سے وہ فرشتہ بولا تھا جس کا مچھر پر قبضہ تھا۔ (ملائکۃ اللہ صفحہ 47)